موسیقی حرام ہے

تحریر: حافظ صلاح الدین یوسف مشیر وفاقی شرعی عدالت

ایک گلوکار سلمان احمد کا ایک بیان مقامی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ اسلام میں موسیقی حرام نہیں ہے اور انہوں نے علماء کو چیلنج کیا ہے کہ اگر وہ اسے حرام ثابت کر دیں گے تو وہ گانا گانا چھوڑ دیں گے۔ لیکن چیلنج دینے کے باوجود انہوں نے اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ صرف یہ دلیل ہے کہ یہ بھی ایک جدید ایجاد ہے۔ لیکن محض جدید ایجاد ہونا تو کوئی دلیل نہیں۔ ایجادات تو ہر دور میں ہوتی رہی ہیں، ایجاد کا مطلب ہے معرض وجود میں آنا، یعنی ایک نئی چیز کی تخلیق۔ پھر اس کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک بالکل نو ایجاد چیز جس کا پہلے کوئی تصور تھا نہ وجود۔ جیسے ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور بے شمار چیزیں۔ دوسری قسم کی ایجادات وہ ہیں جو کسی نہ کسی انداز میں پہلے سے موجود چلی آرہی ہیں، لیکن سائنس کی ترقی نے ان کو ایک نئی شکل دی اور اس کی استعداد اور صلاحیت یا اثر انداز ہونے کی قوت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا، جیسے پہلے دستی پنکھا تھا، اب برقی پنکھا ایجاد ہو گیا، پھر اس سے بھی بڑھ کر ایئر کنڈیشن کی ایجاد ہے۔ علی ہذا القیاس اس قسم کی متعدد چیزیں ہیں۔

ان دونوں قسم کی ایجادات کے بارے میں علماء نہ مطلقاً جواز کا فتویٰ دیتے ہیں نہ عدم جواز کا۔ چنانچہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا مقصد محض تمدنی سہولتوں میں اضافہ اور ان کا حصول ہے اور ان سے نہ کسی نصِ شرعی کا تصادم ہوتا ہے نہ اسلام کے اصول و مفادات سے کوئی تعارض، تو وہ ایسی ہر نو ایجاد کو جائز قرار دیتے ہیں۔ آج ہماری زندگی میں ایسی بے شمار چیزیں ہیں جو ہم استعمال کرتے ہیں لیکن کسی عالم نے انہیں ناجائز اور حرام نہیں کہا، بلکہ وہ خود بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بلا تامل انہیں اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ حالانکہ وہ عصرِ حاضر کی ایجادات ہیں، اس لئے محض ایجاد ہونا اس کے حرام ہونے کا باعث نہیں ہے۔

البتہ ان چیزوں کو علماء حرام اور ناجائز کہتے ہیں، چاہے وہ نئی ہوں یا پرانی یا کسی قدیم چیز کا جدید اور نیا پیکر، جو قرآن و حدیث کی کسی نص سے متصادم ہوں یا اسلام کے اصول و مقاصد کے خلاف۔ اس نقطہ نظر سے جب ہم موسیقی کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، البتہ موجودہ دور

میں اسے ایک نیا پیکر عطا کیا گیا ہے دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ ایجاد یا آلے کا تعلق گانے بجانے کی صنف سے ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ اس کا مقصد سفلی جذبات کو بھڑکانے اور حیوانی جذبات کو ابھارنا ہے۔ یہ موسیقی طبلہ، سارنگی، بربط وساز اور بانسری وغیرہ جیسی چیزوں کی ایک نئی شکل ہے جسے آج کل کے شیطانی دماغوں نے نہ صرف ایک حسین پیکر عطا کیا ہے بلکہ اس کی متاثر کن صلاحیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے ۔علاوہ ازیں اس کا تعلق بھی عشقیہ اور بازاری قسم کے گانوں سے ہے جو ان کے بازاری پن کو اور زیادہ کر دیتی ہے، اسی طرح اس سے سفلی جذبات بھی بھڑکتے اور حیوانی جبلت بھی ابھرتی ہے، گویا موسیقی کے اندر حرمت کی تین وجوہ پائی جاتی ہیں۔

اول: یہ کہ گانے بجانے کے ان آلات میں سے جن کی حرمت صراحت احادیث اور آثار صحابہؓ میں موجود ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو فرمایا ہے: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم﴾ (سورة لقمان:٦)''اور بعض لوگ وہ ہیں جو لغو باتیں خریدتے ہیں، تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکائیں اور اس راہ ہدایت کو ٹھٹھا مذاق بنالیں۔ ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اہل سعادت کے ذکر کے بعد (جو کتاب الٰہی سے راہ یاب اور اس کے سماع سے فیض یاب ہوتے ہیں) ان اہل شقاوت کا بیان ہو رہا ہے جو کلام الٰہی کے سننے سے تو اعراض کرتے ہی ہیں البتہ ساز وموسیقی، نغمہ وسرود اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے ہیں اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں ،خریدنے سے مراد یہی ہے کہ آلات طرب شوق سے اپنے گھروں میں لاتے اور پھر ان سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔

''لهو الحديث'' کے لغوی معنی ہیں: ایسی بات یا چیز جو آدمی کو اپنے اندر مشغول کر کے دوسری باتوں اور چیزوں سے غافل کر دے۔ اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں عام مفسرین نے نضر بن حارث کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اس نے گانے بجانے والی لونڈیاں اس مقصد کے لئے خریدی تھیں کہ اسلام کی طرف مائل ہونے والے لوگوں کو اس طرف لگا کر اسلام سے ہٹانے کی کوشش کرے گا، چنانچہ وہ راگ رنگ کی محفلیں (یعنی شام موسیقی) منعقد کرتا تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن سے ہٹ جائے اور وہ ان فضولیات میں مست رہیں۔ سیرت ابن ہشام: ۳۲۰/۱)

اس لئے صحابہ کرامؓ نے لھوالحدیث سے گانا ہی مراد لیا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں لھوالحدیث سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے تین بار زور دے کر اور قسم کھا کر کہا: ھو واللہ الغناء ''اللہ کی قسم! اس سے مراد گانا ہے۔'' (تفسیر ابن جریر طبری)

دیگر صحابہ کرامؓ سے بھی اس کی یہی تفسیر منقول ہے شان نزول کے مذکورہ واقعے اور صحابہؓ کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ ''لھوالحدیث'' سے مراد گانا بجانا، اس کا ساز و سامان اور آلات موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔ اس میں قصے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کا پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں، انٹرنیٹ کے فحش پروگرام وغیرہ بھی۔

ان سب کا مقصد لوگوں کو خیر اور نیکی سے روک کر بدی کی راہ پر لگانا اور شیطانی کاموں میں مست رکھنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان سے وابستہ اداکار اور اداکارائیں، گلوکار اور گلوکارائیں اور فلمی ستارے سب کے سب وہی ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ دین کا استہزاء اڑانے والے ہیں، بلکہ ان کے پروگراموں کو شوق سے دیکھنے والے بھی وہی ہیں جو دین سے بے بہرہ اور دین سے بے تعلق ہیں۔ یہ ساری چیزیں دین سے بے خبر رکھنے اور بے حیائی کے کاموں میں مست رکھنے میں نہایت مؤثر کردار ادا کرتی ہیں اور کر رہی ہیں، لیکن اس کے لئے دین کا شعور بصیرت کی آنکھیں ضروری ہیں، ورنہ دیدہ ء کور کیا آئے نظر، کیا دیکھے؟ والی بات ہے۔ بہر حال قرآن کریم کی مذکورہ آیت سے موسیقی اور اس کے متعلقات کی حرمت کا اثبات ہوتا ہے، جیسا کہ صحابہؓ و تابعینؒ نے اس سے سمجھا، جن کے سامنے قرآن کریم نازل ہوا اور جو اس سے اولین مخاطب تھے اور یہ مسلمہ بات ہے کہ تفسیر قرآن میں سب سے زیادہ اہمیت احادیث اور صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال ہی کو حاصل ہے۔

اب شریعت کے دوسرے ماخذ حدیث نبوی کو دیکھئے کہ اس میں گانے بجانے کے آلات کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ اس سلسلے میں متعدد احادیث، کتب احادیث میں موجود ہیں ہم اس وقت صرف دو صحیح ترین احادیث ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا: (لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحریر و الخمر و المعازف) (صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب: ماجاء فیمن یستحل الخمر و یسمیہ

بغیر اسمه ۵۵۹۰) ترجمہ: ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زنا کو، ریشمی لباس کو، شراب کو اور گانے بجانے (موسیقی) کے آلات کو حلال قرار دے لیں گے۔''

''معازف'' گانے بجانے کے آلات کو کہا جاتا ہے، اس میں قدیم وجدید جتنے بھی آلات طرب ہیں، ڈھول، طبلہ، سارنگی، بربط، ساز اور موسیقی کے نئے نئے ساز وسامان سب شامل ہیں، بلکہ قیامت تک بننے والے سامان، جن کا تعلق اس صنف سے ہوگا، وہ سب اس میں داخل ہوں گے اور اس حدیث کی رو سے سب حرام ہوں گے۔

اس حدیث میں مذکور چیزوں کی حرمت کے ساتھ ساتھ یہ پیش گوئی بھی ہے کہ نبیؐ کے کچھ امتی یعنی مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے ایسے بھی ہوں گے جو مذکورہ حرام چیزوں کا نام بدل کر انہیں اپنے طور پر حلال کرلیں گے۔ آج اس پیش گوئی کی صداقت بہ چشم سر دیکھی جاسکتی ہے، شراب کی حلت کے دلائل دیئے جارہے ہیں، زنا کاری کو دوستانہ تعلق (فرینڈ شپ، گرل فرینڈ، بوائے فرینڈ) کہہ کر جائز سمجھا جارہا ہے اور گانے بجانے کے آلات کو میوزک یا پاپ میوزک اور موسیقی وغیرہ ناموں سے معنون کرکے انہیں نہ صرف جائز قرار دیا جارہا ہے بلکہ ان کو حرام قرار دینے والے قرآن وحدیث کے ماہرین کو جاہل قرار دے کر انہیں چیلنج کیا جارہا ہے کہ ان کی حرمت دکھاؤ، کہاں ان کو حرام کہا گیا ہے؟

یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے بعض حضرات نے کہا کہ ہمیں دکھاؤ، شراب کو قرآن میں کہاں حرام گیا ہے؟ اور یہ حقیقت ہے کہ شراب کے لئے قرآن میں حرام کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اسے ''رجس'' (پلیدی) اور شیطانی کام کہا گیا ہے جس سے ایک مسلمان سمجھ جاتا ہے کہ یہ حرام ہے، کیونکہ پلید چیز حلال نہیں ہوسکتی۔ شیطانی کام حلال نہیں ہوسکتا، جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو باز رہنے کی تاکید کرے، وہ کام حلال نہیں ہوسکتا، اس کے باوجود کوئی شخص سلمان احمد گلوگار کی طرح چیلنج کرے کہ قرآن مجید میں شراب کی حرمت کا کہیں ذکر نہیں تو اس کی قرآن فہمی اور دین فہمی قابل ماتم ہی ہوگی۔

دوسری حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا: (الجرس مذامیر الشیطان) (صحیح مسلم، اللباس حدیث:۲۱۱۴) ''گھنٹی شیطان کے باجے ہیں۔'' جرس، اس گھنٹی کو کہا جاتا ہے جو اونٹ وغیرہ کے گلے میں باندھی جاتی ہے، جس سے ٹن ٹن کی آواز آتی رہتی ہے۔ جب حدیث میں جانور کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹی کو شیطان کے باجے کہا گیا ہے تو دوسرے باجے یا موسیقی، جو سب باجوں سے بڑھ کر ہے، کیسے جائز ہوگی؟ اسی

طرح احادیث میں قینات کی سخت مذمت کی گئی ہے، قینات گانے بجانے والی لونڈیوں کو کہا جاتا ہے اور اس زمانے میں یہ کام صرف لونڈیاں ہی کرتی تھیں، کوئی شریف اور آزاد عورت یہ کام نہیں کرتی تھی، گویا احادیث میں گانے بجانے کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ گانے بجانے کے آلات کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے اور اس پیشے سے وابستہ لونڈیوں کی بھی مذمت کی گئی ہے اور ان کی کمائی کو حرام کہا گیا ہے۔ اس کے باوجود ''مفتی'' سلمان احمد گلوکار کا فتویٰ ہے کہ اسلام میں موسیقی حلال ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایسے ہی مفتیوں کیلئے علامہ اقبالؒ نے کہا تھا ۔

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

یا

قرآن کو بازیچہء تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

یہ قرآن وحدیث کی وہ تصریحات ہیں۔ جو موسیقی کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان نصوص شریعت کی وجہ سے علماء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے، جس کی تفصیل اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں موجود ہے۔

دوسری وجہ اس کی حرمت کی یہ ہے کہ اس پیشے کو اپنانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جن کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور اسی طرح اس میں دلچسپی بھی صرف وہی لوگ لیتے ہیں جو دین وشریعت سے بالعموم بے بہرہ یا اس پر عمل کرنے کے جذبے سے محروم ہوتے ہیں۔ کوئی دین دار شخص اس پیشے کو اختیار نہیں کرتا اور نہ اسلام پر عامل شخص اس میں دلچسپی رکھتا ہے جس سے اس بات کا اثبات ہوتا ہے کہ گانے بجانے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تیسری وجہ موسیقی کی حرمت کی، اس کے وہ اثرات ہیں جو انسان کے اخلاق وکردار پر پڑتے ہیں اور وہ ہے بے حیائی، سفلی اور حیوانی جذبات کی نشوونما اور اسی طرح کے دیگر غیر اخلاقی اثرات، چنانچہ ایک مشہور مقولہ ہے الغناء رقیۃ الزنا گانا بجانا بدکاری کا منتر ہے۔'' جب کہ اسلام انسانوں میں اس کے برعکس روحانی جذبات اور ملکوتی صفات ابھارتا اور ان کی نشوونما کرتا ہے۔ مذکورہ تین وجوہ سے موسیقی کے حرام ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد بھی کوئی شخص اس کے جواز کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔

دف بجانے اور قومی گیت گانے کی حیثیت

البتہ احادیث سے دو باتوں کا ثبوت ملتا ہے، ایک دف بجانے کا اور دوسرے ایسے گیتوں اور شعروں کے گانے اور پڑھنے کا جن میں خاندانی شرف ونجابت کا اور آباءواجداد کے قومی تفاخر کا تذکرہ ہولیکن ساری متعلقہ صحیح احادیث سے ان دونوں باتوں کی جو نوعیت معلوم ہوتی ہے۔اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) خاص خاص موقعوں پر دف بجایا اور قومی گیت گایا جا سکتا ہے، جیسے شادی بیاہ کے موقع پر یا عید وغیرہ پر،جس کا مقصد نکاح کا اعلان کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا ہے۔

(۲) یہ کام صرف چھوٹی یعنی نابالغ بچیاں کرسکتی ہیں، بالغ عورتوں کوان کاموں کی اجازت نہیں۔

(۳) یہ کام نہایت محدود پیانے پر اور چار دیواری کے اندر نہایت محتاط طریقے سے ہو محلے کی یا خاندان اور قبیلے کی بچیوں کو جمع نہ کیا جائے۔

(۴) علاوہ ازیں ان کاموں کی صرف اجازت ہے، جن کی حیثیت فرض وواجب اور امر لازم کی نہیں ہے۔

(۵) اور یہ اصول بھی مسلمہ ہے کہ ایک امر جائز، حدود وضوابط کے دائرے میں نہ رہے اور اس کا ارتکاب بہت سے محرمات ومنہیات تک پہنچا دے، تو ایسی صورتوں میں وہ امر جائز بھی ناجائز اور حرام ہو جائے گا ۔اس وقت مسلمانوں کی اپنے مذہب سے وابستگی اور اس پر عمل کرنے کی جوصورت حال ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں ،اس لئے شادی بیاہ کے موقعوں پر وہ اللہ ورسولؐ کے احکام کو بالکل پس پشت ڈال دیتے ہیں اور محرمات ومنہیات کا نہایت دیدہ دلیری سے ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ مہندی کی رسم اور اس میں نوجوان بچیوں کا ناچنا، گانا۔ ویڈیو فلمیں اور مووی بنانا، بے پردگی اور بے حیائی کا ارتکاب۔ بینڈ باجے، میوزیکل دھنیں اور میوزیکل شو آتش بازی وغیرہ۔

یہ سب کیا ہیں؟ یہ سب غیروں کی نقالی اور اسلامی تہذیب وروایت کے خلاف ہیں، اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے نہ ہوسکتا ہے۔موسیقی بھی محرمات میں سے ہے لیکن بدقسمتی سے یہ بھی عام ہوتی جارہی ہے ،جو قوموں کے عروج وزوال کے اسباب جاننے والے اہل خبر کے نزدیک نہایت خطرناک ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے

شمشیر وسناں اول، طاؤس ورباب آخر